مولانا محمد جعفر پھلواروی

حافظ ابنِ عساکر دمشقی

یہ ہیں علی بن ابی محمد الحسن بن ہبتہ اللہ بن عبداللہ الحسین - ان کی کنیت ابوالقاسم اور لقب ثقۃ الدین ہے - لیکن جس نام سے یہ مشہور ہیں وہ ہے ابن عساکر - بعض شہرتیں ایسی ہوتی ہیں جو نام کنیت، لقب وغیرہ سب پر غالب آجاتی ہیں - جیسے "خطیب بغدادی" کا لفظ اتنا معروف و مشہور ہوگیا کہ ان کی کنیت ابوبکر اور ان کے نام احمد[1] بن علی کو بہت پیچھے چھوڑ گیا - ابن عساکر بیک وقت فقیہ بھی تھے اور محدث بھی - ان کا شمار شافعی فقہا کے سرخیلوں میں ہے لیکن ان کا انہماک حدیث کی طرف زیادہ ہوگیا اور اس کے حصول میں انھوں نے اتنی زیادہ توجہ دی کہ ان کی شہرت بحیثیت محدث کے کہیں زیادہ ہوگئی - محدثِ شام کے لفظ سے یاد کیے جاتے ہیں -

یکم محرم ۴۹۹ ھ کو دمشق (دارالخلافہ شام) میں پیدا ہوتے اور ۲۱ رجب ۵۷۱ ھ کو وفات پائی دمشق ہی کے مقابر باب صغیر میں اپنے پدر بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے -

طلبِ حدیث کے شوق میں دُور دراز ملکوں کا سفر کیا اور ہر جگہ کے مشہور مشائخ حدیث سے ملے - حافظ ابوسعد عبدالکریم[2] بن سمعانی کے رفقائے سفر میں ہیں - احادیث کے متون اور اسناد یکجا کرنے میں ان کا شمار دنیا کے عظیم حفاظِ حدیث میں ہے - ۵۲۰ ھ میں بغداد پہنچ کر اصحاب برمکی، تنوخی اور جوہری سے سماع حدیث کرنے کے بعد دمشق لوٹے اور جلد ہی خراسان روانہ ہوگئے اور نیشاپور، ہرات اور اصبہان وغیرہ گئے -

ان کی تالیفات میں سب سے زیادہ مفید و مشہور تاریخ کبیر دمشق ہے جو اسّی جلدوں میں ہے - خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ بغداد کا جو انداز رکھا ہے وہی انداز ابنِ عساکر نے بھی اپنی

---

[1] المتوفی ۴۶۳ ھ [2] مولّف کتاب الانساب عبدالکریم بن ابی بکر محمد بن ابی المظفر المنصور بن محمد تمیمی سمعانی مروزی فقیہ شافعی المتوفی ۵۶۲ ھ

تاریخِ دمشق کا رکھا ہے لیکن یہ تاریخِ بغداد سے بہت زیادہ ضخیم ہے۔

اس کتاب میں اعیان و رواۃ کے حالاتِ زندگی اور ان کی مرویات کو یک جا کر دیا ہے۔ ابن خلکان اپنے شیخ حافظ منذری حافظِ مصر کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ: ایسی ضخیم کتاب وہی لکھ سکتا ہے جس نے عقل و شعور آتے ہی جمع و تالیف کا کام شروع کر دیا ہو، ورنہ انسان اپنی مختصر سی عمر میں ایسی عظیم تالیف مکمل کرنے سے قاصر ہے۔

امام ابو شامہ عبدالرحمان بن اسماعیل الدمشقی المتوفی ۶۶۵ھ نے اس کے دو اختصار کیے ہیں۔ ایک خرد اور دوسرا کلاں۔ کلاں اختصار پندرہ جلدوں میں سما سکا۔ اس میں انھوں نے اپنی وفات کے سال تک کے باقی اعیان کے حالات درج کیے ہیں۔

انسان کتنا ہی بڑا کام کرے اس میں کچھ نہ کچھ خامیاں رہ ہی جاتی ہیں۔ کچھ چیزیں غلط درج ہو جاتی ہیں۔ بعد کے اہلِ فن ان تسامحات کی اصلاح کے لیے ذیل لکھتے ہیں۔ ذیل بھی ایک انسانی کوشش ہوتی ہے اور کچھ کمی بیشی اس میں بھی ہو جاتی ہے تو کوئی دوسرا بندۂ خدا اس ذیل کا ذیل لکھ دیتا ہے۔ تاریخِ دمشق کے بھی کئی ذیل لکھے گئے ہیں۔ مثلاً:

۱۔ خود ابنِ عساکر کے فرزند قاسم نے بھی ایک ذیل لکھا جو وہ مکمل نہ کر سکے۔

۲۔ ایک ذیل صدرالدین البکری نے بھی لکھا۔

۳۔ عمر بن الحاجب نے بھی ایک ذیل لکھا۔

۴۔ مذکورۂ بالا امام ابو شامہ کے مختصر پر حافظ علم الدین قاسم بن محمد برزالی نے ایک ذیل لکھا جس میں ۷۳۸ھ تک اعیان کے حالات لکھے اور دوسرے ہی سال خود وفات پا گئے۔ برزالی کے اس ذیل پر قاضی تقی الدین ابوبکر بن شہبہ نے ذیل لکھا۔

۵۔ صاحب لسان العرب (ابن منظور متوفی ۷۱۱ھ) نے ترکی زبان میں تاریخ دمشق کا اختصار کیا۔

۶۔ ابو یعلی بن قلانسی نے بھی اس پر ذیل لکھا۔

۷۔ بدرالدین عینی شارح صحیح بخاری متوفی ۸۵۵ھ نے بھی اس کا ایک اختصار لکھا۔

۸۔ جلال الدین سیوطی نے بھی تحفۃ المذاکر المنتقیٰ من تاریخ ابنِ عساکر کے نام سے تاریخ دمشق کی تلخیص کی ہے۔

ان مختصرات، ملخصات اوران ذیول سے اس کتاب (تاریخ کبیر دمشق) کی اہمیت کا اندازہ کرنا مشکل نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابن عساکر کی زندگی ہی سے یہ کتاب مرکز توجہ بنی رہی ہے۔

ابن عساکر شاعر بھی تھے۔ ان کے چند اشعار ملاحظہ فرمایئے:

اَلا ان الحدیث اجل علم　　　و اشرفه الاحادیث العوالی

سن لو کہ سب سے زیادہ محترم علم حدیث کا علم ہے اور احادیث میں سب سے بلند تر احادیث عوالی ہیں

و انفع کل نوع منه عندی　　　و احسنه الفوائد و الامالی

اور میرے نزدیک سب سے زیادہ نفع بخش اور عمدہ ترین قسم فوائد اور امالی ہیں

و انك لن تری للعلم شیئًا　　　یحققه کافواه الرجال

اساتذہ کی زبان سے زیادہ قابلِ تحقیق علم تمھیں اور کوئی نہ ملے گا

فکن یا صاح ذا حرص علیه　　　وخذه عن الرجال بلا ملال

پس اے دوست اسی چیز کی حرص کرو اور اساتذہ سے بلا پس و پیش اسی کو حاصل کرو

ولا تاخذه من صحف فتری　　　من التصحیف بالداء العضال

اسے تم کتابوں سے نہ لو ورنہ کاٹ چھانٹ (رد و بدل) کی لازمی بیماری سے نہ بچ سکوگے

چند اشعار اور بھی ملاحظہ ہوں:

ایا نفس ویحك جاء المشیب　　　فماذا التصابی وماذا الغزل

اے نفس تیرا بُرا ہو بڑھاپا آگیا اب وہ عشق و محبت کہاں؟

تولّی شبابی کان لم یکن　　　وجاء مشیبی کان لم یزل

میری جوانی اس طرح گئی جیسے کبھی آئی ہی نہ تھی اور میرا بڑھاپا اس طرح آیا جیسے کبھی گیا ہی نہ تھا

کانی بنفسی علی غرّة　　　وخطب المنون بها قد نزل

مَیں اپنے بارے میں دھوکے ہی میں رہا اور موت کی مصیبت نازل ہو گئی۔

فیا لیت شعری مما اکون　　　وما قدر الله لی بالازل

اے کاش میں کچھ بھی نہ ہوتا اور اللہ نے میرے لیے ازل سے کچھ مقدر نہ کیا ہوتا

احادیث یک جا کیے جانے کے بارے میں ایک حقیقت کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیے اور

وہ یہ ہے کہ حدیث کی کسی کتاب میں تمام کی تمام صحیح احادیث یک جا نہیں کی جا سکی ہیں۔ حضرت امام بخاری خود لکھتے ہیں کہ "میں نے اس صحیح جامع میں جو روایتیں درج کی ہیں وہ میرے معیار پر صحیح ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ساری کی ساری صحیح احادیث اپنی اس کتاب میں یک جا کر دی ہیں" مطلب یہ ہے کہ صحیح بخاری میں جو روایات ہیں وہ صحیح ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جو روایت صحیح بخاری میں نہیں وہ صحیح نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو خود امام بخاری اپنی دوسری مؤلفات میں بہت سی ایسی حدیثیں درج نہ کرتے جو صحیح بخاری میں موجود نہیں۔ ادب المفرد، رفع الیدین فی الصلوٰۃ، قراءۃ خلف الامام، برالوالدین، خلق افعال عباد، جامع کبیر، مسند کبیر، کتاب الاشربہ، کتاب الہبہ، تاریخ اوسط، تاریخ صغیر، کتاب وحدان، کتاب علل، کتاب کنیٰ، کتاب مبسوط، کتاب ضعفا، وغیرہ میں سے چند کے سوا تقریباً ہر کتاب میں ایسی صحیح روایات موجود ہیں جو صحیح بخاری میں موجود نہیں۔

یہی صورت دوسرے محدثین کی بھی ہے۔ انھوں نے بھی اپنی اپنی صحیح یا سنن یا مسند یا معجم یا مصنف میں ایسی صحیح روایات درج کی ہیں جو بخاری میں موجود نہیں، بلکہ کچھ دوسرے مجموعہ ہائے حدیث میں بھی نہیں، اور بہت سی مرویات ایسی بھی ہیں جن میں کوئی ایک محدث منفرد ہے۔ چنانچہ ابنِ عساکر کی بھی ایک روایت ہے جو سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے:

کل نسب وصہر ینقطع یوم القیامۃ الا نسبی وصہری

بروزِ حشر تمام نسبی وسسرالی رشتے منقطع ہو جائیں گے بجز میرے نسبی وسسرالی رشتے کے۔

یہ روایت کسی دوسری کتبِ احادیث میں نظر نہیں آئی۔ اس کی روایت میں ابنِ عساکر منفرد ہیں۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ ابنِ عساکر اور بھی ہیں اور یہ ہیں ابو منصور عبدالرحمٰن بن محمد بن الحسن بن ہبۃ اللہ بن عبداللہ بن الحسین الملقب بہ فخر الدین۔ یہ بھی شافعی فقیہ ہیں۔ اور یہ بھی دمشقی ہیں۔ ان کا سنِ ولادت ۵۵۰ھ ہے اور سنِ وفات ۶۲۰ھ ۱۰ رجب روز چہارشنبہ ہے۔ یہ بھی دمشق ہی میں دفن ہوئے۔ یہ بھی صاحبِ تصانیف ہیں اور بقول ابنِ خلکان حافظ ابن عساکر کے برادر زادے ہیں۔ دراصل بنی عساکر ایک قبیلہ ہے اور یہ دونوں ابن عساکر اسی سے تعلق رکھتے ہیں۔

ناموں میں اس طرح کے التباس اسلامی لٹریچر میں بہت ہیں۔ مثلاً ہم کسی گزشتہ مضمون میں لکھ چکے ہیں کہ طبری دو ہیں۔ ایسے دو کہ دونوں کے نام ایک (محمد)۔ دونوں کے باپوں کے نام ایک (جریر)، صرف دادا ایک کا رستم ہے اور دوسرے کا یزید۔ دونوں کا وطن ایک (طبرستان)۔ دونوں کا سنِ ولادت ایک (۲۲۴ھ) دونوں کا مدفن ایک (بغداد) سنِ وفات ایک کا ۳۱۰ھ ہے اور دوسرے کا اس سے ایک سال کم یا زیادہ۔ دونوں صاحبِ تصنیف ہیں۔ ان میں ایک شیعہ ہے، دوسرا سُنی۔ ایک کی بعض تصنیف دوسرے کے نام سے منسوب ہو گئی ہے۔ اس لیے جب ابنِ عساکر کہا جائے تو یہ معلوم کر لینا چاہیے کہ یہ کون سے ابنِ عساکر ہیں۔ ہم نے یہاں صرف دو ابنِ عساکر کا ذکر کیا ہے۔ باقیوں کے لیے کسی دوسری صحبت کا انتظار کیجیے۔

اسلام اور تعمیرِ شخصیّت

میاں عبدالرشید

موجودہ دور میں انسانی شخصیت کو روز بروز اہمیت حاصل ہو رہی ہے۔ قرآن پاک تعمیرِ شخصیت کے لوازم کو موثر اور عام فہم پیرائے میں بیان کرتا ہے اور رسولِ اکرمؐ کا مقرر کردہ ضابطۂ حیات (شریعتِ محمدیؐ) تعمیرِ شخصیت کے لیے آسان، مختصر اور جامع پروگرام ہے جس پر چل کر افراد اور اقوام دونوں اپنی اپنی استعداد کے مطابق بلند ترین مقامات حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کتاب میں اسی چیز کو جدید نظریات کی روشنی میں موثر اور دلنشین انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

صفحات : ۳۱۲ قیمت : ۵/۵۰ روپے

ملنے کا پتہ

ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور